قال اللہ تعالیٰ: اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (الزمر:۳)
خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔

اسلام خالص کیا ہے؟

مولوی محمد اسماعیل زرتارگر
(حیدرآباد، دکن)

ناشر
مکتبۃ السنۃ
ممبئی:۔ ۱۲، گھوگھاری محلہ، پہلی کراس گلی، بھنڈی بازار، ممبئی ۴۰۰۰۰۳۔
پونے:۔ دکان نمبر۳، بالمقابل نایاب ہوٹل، شیواجی مارکیٹ کیمپ پونے۔۱

قال اللہ تعالیٰ: اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (الزمر:۳)
خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔
اسلام خالص کیا ہے؟
مولوی محمد اسماعیل زرتارگر
(حیدرآباد، دکن)
ناشر
مکتبۃ السنۃ
ممبئی:۔ ۱۲، گھوگھاری محلہ، پہلی کراس گلی، بھنڈی بازار، ممبئی ۴۰۰۰۰۳۔
پونے:۔ دکان نمبر۳، بالمقابل نایاب ہوٹل، شیواجی مارکیٹ کیمپ پونے۔۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

سب تعریف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جو رب العالمین ہے۔ کل کائنات وزمین وآسمان کا حقیقی مالک ہے۔ وہی کل کائنات پر متصرف ومحیط ہے۔ وہ اکیلا اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ پاک و بے عیب ہے۔ وہ سمیع وعلیم اور بصیر ہے۔ سب کا پالنہار ہے۔ وہ دن رات چاند سورج اور ستاروں کا مالک ہے۔ سمندر اور اس کے اندر کی کل مخلوقات پر قادر ہے۔ ہم سب کے سب اس کے در کے محتاج، فقیر و غلام ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں، جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ ہم میں آخری پیغمبر رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ہم کو خیرِ امّت کے لقب سے نوازا اس نعمت عظمیٰ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

لمحۂ فکریہ

آج کل کے بعض مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کو نیا فرقہ و نیا مذہب کے نام سے یاد کرتے ہیں اور پھر اس سے متجاوز ہوکر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہ کرنے والوں کو غیر مقلد وخارج از اسلام کے لقب سے نوازتے ہیں اور نہ معلوم کیا کیا خطابات چسپاں کرتے ہیں۔

آخر اس قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی بنیاد کب سے ہے؟

عوام الناس کی آگاہی کے لئے یہ رسالہ مستند سنہ واری پیش کیا جارہا ہے اور اس رسالہ کا مقصد صرف ہر نوعیت کی ابتدائی سنہ کو بتلانا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کب سے ہے اور تقلیدِ شخصی اور نسبت ائمہ مذاہب اربعہ کب سے اور کس طرح اسلام میں داخل کئے گئے ہیں؟ نیز تدوینِ حدیث وتدوینِ فقہ کب سے ہوئی ہے؟ اس کے علاوہ اقوالِ ائمہ اربعہ کو پیش کرکے تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے تاکہ تقابل کیا جائے کہ قدیم اور جدید کیا ہے؟ اکثر علماءِ سلف نے فرقوں کی نسبت بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کرکے پیش کی ہیں لیکن ہمیں ان تفصیلات میں نہیں جانا ہے۔

برادرانِ ملت! میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ اخلاص کی بنیاد پر عصبیت کو ہٹا کر اصلاحی نقطۂ نظر سے انصاف کے پیش نظر غور وفکر کرو اور قدیم وجدید کا جائزہ لو۔ ہمارے نبی محترم تاجدارِ مدینہ حضرت محمد ﷺ کا دورِ نبوت مکی ومدنی ۲۳ رسال اور دورِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تقریباً ۳۰ رسال اور دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقریباً ۶۰ رسال، اس طرح جملہ ۱ھ تا ۱۱۰ھ تک رہا۔ وہ سب کے سب مسلمان وحی الٰہی، قرآن وسنتِ رسول ﷺ وارشاداتِ حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ یعنی قرآن وحدیث پر ان کا عمل تھا۔ یہ پہلی صدی کے مسلمان اسلام کے پروانے و

شیدائی لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ان کی نسبت ایک سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کس امام کے مقلد تھے۔ اور کس امام کی نسبت سے پکارے جاتے تھے۔ کیا وہ مسلمان حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تھے؟ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان ائمہ کے علیحدہ علیحدہ مذاہب اس وقت رائج تھے؟ تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے مسلمان امت رسول ﷺ، خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے تو کیا آج کل کے بعض مسلمان کا یہ الزام ان پر بھی عاید ہوسکتا ہے؟

ان ہر سہ سوالات کا جواب لازماً وکلیتاً وتسلیماً نفی میں ہوگا۔ کیونکہ پہلی صدی میں ائمہ اربعہ کا نام ونشان ہی نہ تھا اور نہ ان کی ولادت ہی ہوئی تھی۔

ایسی صورت میں یہ بات مسلمہ ہوگئی کہ تقلید شخصی ونسبتِ ائمہ اور مذاہبِ ائمہ کا پہلی صدی میں وجود نہ تھا۔ اس کی تصدیق دوپہر کے سورج کی طرح ولادت ائمہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور دیگر ائمہ حضرات امام شافعی وحضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی میں پیدا ہوئے۔ پس ایسے بے بنیاد الزام لگانے والوں کو توبہ کرنا چاہئے اور اس طرح کی گستاخی سے باز آجانا چاہئے۔ نہ معلوم اس قسم کے لوگ قیامت کے دن کیا جواب دیں گے؟ جبکہ دنیا میں ان کا کوئی جواب نہیں۔

اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ:

اسلام نام ہے .... قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا

اسلام محدود ہے .... قرآن وحدیث کے دائرہ میں

اسلام مکمل دین ہے۔ اس کی تصدیق وحیِ الٰہی قرآن سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیتِ کریمہ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ

الْاِسْلَامَ دِيْناً ط) [سورۃ المائدہ، آیت – ۳] ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا دین پسند کیا ہے۔ نازل فرما کر اسلام کے مکمل ہونے کی مہر کردی۔ اس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اس آیتِ کریمہ کی موجودگی میں کسی مسلمان امتی کو ہرگز یہ حق نہیں ہوسکتا کہ اسلام میں کوئی نئی چیز داخل کرے یا کوئی چیز خارج کرے یا کسی چیز کی کمی سمجھ کر اضافہ کرے۔ اگر کوئی امتی اسلام میں اس قسم کی دخل اندازی کرے گا تو وہ نعوذ باللہ اس آیتِ کریمہ کا انکاری ہوگا۔ ایسے انکاری لوگوں کا قیامت میں کیا حشر ہوگا؟ غور کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار تاکید کے ساتھ کئی جگہ فرمایا: (وَ اَطِيْعُوْ اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ) [سوۃ التغابن، آیت ۱۲]

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی۔

ارشادِ نبوی ہے: موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ۷۲ رفرقے تھے، میرے بعد میری امت میں ۷۳ رفرقے ہوں گے جن میں سے ۷۲ رفرقے دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ" جس راہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب (ترمذی)۔ پس جبکہ ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ نے جنت کے راستے کی پہچان صاف طور پر بتلا دی ہے تو پھر ہم کو دوسرے راستے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص کسی امتی کے طور طریقے کو ترجیح دیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو وہ کس مقام کو حاصل کرتا ہے خود اپنی عقلِ سلیم سے فیصلہ کرلے۔

میرے عزیز دوستو! اس سے صاف معلوم ہوا کہ اسلام خالص قرآن وحدیث ہے اس پر عمل کرنے والا فلاحِ دارین کا مستحق ہے۔ یہ ابتداء اسلام سے ہے، کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور نہ نیا فرقہ ہے۔ بلکہ ایک جماعت ہے جو قرآن وحدیث پر عمل کرتی

ہے۔

اب تدوینِ حدیث کی نسبت عرض کرنا ہے کہ حدیث کی تدوینِ مبارک عہدِ نبوت ﷺ میں ہوئی ہے۔ حدیث کا ضخیم مجموعہ عہدِ نبوت ﷺ میں موجود تھا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس منتقل ہوتا رہا، کسی نے لکھ لیا تو کسی نے زبانی یاد کیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو قرآن عظیم الشان اور حدیثِ رسول ﷺ پر عمل کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذا پہلی صدی میں حدیث کا مجموعہ پایا جانا مسلمہ ہے۔

اس کے بعد دوسری صدی میں ائمہ اربعہ ومحدثین نے مزید حدیثوں کو جمع کر کے کُتب احادیث لکھی ہیں۔ یہ امر تو مسلمہ ہے جس کو سارے عالم کے علمائے کرام خاص و عام اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس سے متفق ہیں۔ دوسری اور تیسری صدی دورِ ائمہ و محدثین کا رہا۔ اس وقت اگر کوئی مسئلہ درپیش آتا تو ائمہ سے مراجعت کرتے۔ وہ قرآن وحدیث سے یا اپنی رائے وقیاس پیش کرتے ہوئے خوفِ خدا اور تقویٰ کی بنا پر صاف ارشاد بھی فرماتے تھے کہ اگر یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اس لحاظ سے گویا سب کے سب ائمہ اور اس دور کے سب مسلمان قرآن وحدیث پر ہی عمل کرتے تھے۔ تمام ائمہ نے کیا اچھی اور سچی باتیں کہی ہیں، ان کے اقوال قابلِ احترام ہیں۔ جو آگے رسالے میں پیش ہیں۔ وہ سب ائمہ عابد ومتقی، پرہیز گار وموحد متبعِ سنت قرآن و حدیث کے پابند اور سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ کسی نے بھی اپنی تقلید شخصی ونسبتِ فرقہ بندی کے لئے نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی کوئی اپنی طرف سے علیٰحدہ علیٰحدہ مذہب مرتب کر کے رائج کیا لہٰذا ان کے اقوال کے مطابق ۔

اگر ہو مقلد تو عمل کر کے بتاؤ
بنتے ہو وفادار تو وفا کر کے بتاؤ

اللہ تعالیٰ ائمہ کی قبروں کو نور سے بھر دے اور اپنی رحمت سے نوازے۔

میرے عزیز بھائیو! پہلی صدی تو کیا تیسری صدی میں بھی تقلید شخصی ونسبت ائمہ کے نام کا فرقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا وجود نہ تھا ہوش وحواس سے کہو کہ نیا کیا ہے؟ اور قدیم کیا ہے؟ چوتھی صدی سے تقلید شخصی کی ابتداء ہوئی مگر نسبت ائمہ نام کے فرقوں کا وجود عمل میں نہ آیا۔ اس مقام پر بھی یہ بات تسلیم کرنا ہوگا کہ چوتھی صدی میں بھی اس نسبتِ ائمہ کا نام منظر عام پر نہ تھا۔

سنہ واری کا لحاظ کرتے ہوئے اب کتب فقہ کی ابتداء کو پیش کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد تقلید شخصی کی نسبت مزید آگے تفصیل پیش کی جائے گی۔ فقہ کی پہلی کتاب قدوری ۴۲۸ھ میں لکھی گئی۔ اس کے بعد اور کتب فقہ لکھی گئیں۔ اس طرح کتب فقہ کی تدوین پانچویں صدی سے ہوئی، تقابل کریں کہ تدوینِ حدیث کی بنیاد ابتداء اسلام سے ہی ہے اور اسلام کی بنیاد قرآن وحدیث ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث پر عمل قدیم سے ہونا اظہر من الشمس ہے۔ تقلید شخصی کی نسبت مزید تفصیل یہ ہے کہ چوتھی صدی تا چھٹی صدی تک تقلید کا سلسلہ جاری رہا۔ جب اس کی رفتار روز بہ روز بڑھتی گئی تو اس وقت کے سلاطین کا میلان بھی تقلید پر مائل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ۶۶۵ھ میں سلاطین کی جانب سے اکثر مقامات پر فرقہ بندی کے ساتھ نسبتِ ائمہ ومذاہبِ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے چار قاضی مقرر ہوئے۔ لہٰذا ساتویں صدی سے ان ناموں کی نسبت منظرِ عام پر آئی اور تقلیدِ شخصی کا آغاز ہوا۔ یہ نئے فرقوں اور مذہب کو اس طرح ساتویں صدی میں داخلِ اسلام کیا گیا۔ غور کرنے کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ساتویں صدی میں ایک خالص اسلام کے چار حصے کر کے کتب فقہ کو مذہب ائمہ ترتیب دے کر ایک ایک حصہ مذہب کا مقلدین ائمہ نے اختیار کرلیا۔ اس پر طرّہ یہ کہ اس کو قدیم اور ابتداء اسلام سے ساتویں صدی تک کے قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کو جدید کہنے کی جرأت کرنے لگے۔ یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے؟

خود یاد رکھو اور یقین کرو کہ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جسے آخرت کے امتحان کا پہلا پرچہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین سوالات کئے جائیں گے جن میں ہرگز یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تیرا مذہب کس امام کا ہے؟ اور تیرا امام کون ہے؟ بلکہ تین سوالات وہی ہوں گے جو اللہ کے رسول ہمارے نبی محترم ﷺ نے بتلایا ہے کہ:

۱) من رَّبُّكَ .... تیرا رب کون ہے؟

۲) مَا دِيْنُكَ .... تیرا دین کیا ہے؟

۳) مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِيْكُمْ .... تیرا نبی کون ہے؟

ان کے جوابات یوں دینے ہوں گے اور یہ جوابات بھی اللہ کے رسول نے واضح فرما دیئے ہیں:

۱) رَبِّیَ اللّٰهُ .... میرا رب اللہ ہے

۲) دِيْنِیَ الْإِسْلَامُ .... میرا دین اسلام ہے۔

۳) میرے نبی اللہ کے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (ابوداؤد)

اس طرح قبر کے سوالات کے جوابات سے کامیابی ہوگی اور عذابِ قبر سے نجات ملے گی یہ صحیح جوابات اسی کو نصیب ہوں گے جس نے دنیا کی زندگی میں خالص اسلام پر عمل کیا ہو۔ اور اگر اس کے برخلاف عمل کیا ہو تو ظاہر ہے کہ جوابات بھی خلاف ہوں گے۔ ایسی صورت میں عذابِ قبر قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اس کے بعد روزِ محشر آئے گا تو وہاں سب کے سب جمع ہوں گے۔ ہر ایک اپنے اپنے عمل کے مطابق سزا و جزا پائے گا۔ اس وقت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا البتہ عمل صالح (بموجب قرآن وحدیث) نجات کا ذریعہ ہوگا۔

ارشاد نبوی ہے کہ روزِ محشر میں اپنے حوضِ کوثر پر سب سے پہلے پہنچوں گا جو میرے پاس سے گزرے گا وہ اس حوض کا پانی پیئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ

ہوگا۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہوں گے، ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا میں کہوں گا، یہ لوگ میرے امتی ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا۔ ''آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتیں دین میں نکالی تھیں تو میں کہوں گا۔ "سُحْقاً سُحْقاً لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ"۔ ترجمہ: دوری ہو دوری ہو۔ یعنی ایسے لوگوں کو میں اپنے پاس سے دھتکار دوں گا۔'' (بخاری و مسلم)

اور ایک دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حشر کے روز تمام لوگ مل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتا ہوں، تمہاری سفارش کرنے کو تیار نہیں ہوں، تم سب فلاں فلاں کے پاس جاؤ۔ تو پھر تمام لوگ حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے۔ وہ سب کے سب یہی کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس لائق نہیں ہیں کہ تمہاری سفارش کریں۔ تم سب آخری نبی محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ آخر میں حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے تو آپ سفارش کرنے پر آمادہ ہو کر دربارِ خداوندی کے مقام محمود میں سجدہ ریز ہوں گے اور دعا کریں گے۔ اللہ کی اجازت سے شفاعت کر کے جنت میں پہنچائیں گے۔ (بخاری)

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ آبِ کوثر اور شفاعتِ رسول ﷺ ان لوگوں کو ہی نصیب ہوگی جنہوں نے آپ کی فرماں برداری کرتے کرتے آخری سانس چھوڑی ہے۔

غور کرو جبکہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص پیغمبروں سے کسی کی سفارش نہ ہو سکی تو پھر ہما شما امتی کا کیا شمار، کس گنتی میں، غرض کہ صرف ہمارے نبی محترم ﷺ ہی سفارشی ہوں گے۔ لہٰذا اسلام خالص یہی ہے کہ ہم متبع رسول ﷺ ہوں۔ قرآن وحدیث پر عمل کریں۔ اس

میں دین ودنیااور آخرت کی بھلائی ہے۔تقلیدِ شخصی کی نسبت بلحاظ سنہ واری مزید تفصیل یہ ہے کہ ساتویں وآٹھویں صدی تقلید کا دور ترقی پر رہا۔ چونکہ سلاطین کی پشت پناہی تھی، نویں صدی کی ابتداء میں سلطان فرخ بن برقوق نے مکہ معظّمہ بیت اللہ شریف کے احاطہ میں مصلّٰی ابراہیمی کے علاوہ چار مصلے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مذہب کے نام سے قائم کردیئے۔حالانکہ ابتداء اسلام سے نویں صدی تک صرف ایک ہی مصلی ابراہیمی تھا اس طرح یہ نئے چار مصلے بزورِ سلطان اسلام میں داخل کئے گئے۔

یہ مصلے نویں صدی سے تیرہویں صدی تک برقرار رہے۔مقلدین اپنے اپنے مصلے پر منسوب شدہ عقائد کے امام کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے ایک مصلیٰ کے بعد دوسرے مصلے پر نماز ادا کرنے کا انتظام تھا۔

چودھویں صدی ۱۳۴۳ھ میں شاہ عبدالعزیز بانی سعودی حکومت نے یہ نئے اسلام میں داخل شدہ چاروں مصلوں کو برخاست کر کے حسبِ سابق صرف ایک مصلّٰی ابراہیمی کو اپنے مقام پر قائم رکھا جو ابتداء اسلام سے تھا۔الحمدللہ جو آج تک ہے۔اسی مصلی ابراہیمی سے جملہ نمازیں ادا ہوتی ہیں۔جس کی تصدیق آج کل کے حجاج کرام سے کی جاسکتی ہے۔

برادرانِ ملت! ان تمام واقعات کی تصریحات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں اور ابتداء اسلام سے اب تک اس پر قائم و موجود ہیں۔اوران شاءاللہ تا قیامت یہ جماعت باقی رہے گی۔

آج کل کے بعض مسلمان کی مثال گنبد میں آواز لگانے والے کے مصداق ہیں، ان کی آواز لوٹ کر ان پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔وہ اپنے کو قدیم اور دوسروں کو جدید کہنے والے خود جدید ہو کر منظر عام پر آگئے گویا الزام عاید کرنے والے خود اپنے آپ الزام کے مستحق ہوگئے۔

میرے مسلم بھائیو! مسلمان ہونے پر یہ لازم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کریں۔اس کے بغیر مسلمان ہونے کا دعوٰی باطل ہے۔ابتداء اسلام کے مسلمان کا اس وقت سے آج تک کے مسلمان کا عقیدہ ایک ہے کہ اللہ ایک ہے، قرآن ایک ہے، رسول ﷺ ایک ہے، پھر آج ہم سب مسلمانوں کو کیا ہوگیا؟ کہ اسلام خالص قرآن وحدیث پر عمل کر کے دین ودنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل نہ کریں۔کیا اسلام سے دوری کی وجہ سے ہم دنیا کے مصائب ومشکلات سے دوچار نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم سے دور نہیں ہے؟ کیا یہ نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر کیوں نہ ہم اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں آج کے دور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے پر الزامات کے دروازوں کو بند کردیں۔تنگ نظری کو چھوڑ دیں، وسعتِ نظری سے کام لیں۔ اسلامی تعلیم کا تقاضا ومقصد یہی ہے کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں، اتحادی زندگی بسر کر کے نیک اور ایک ہوجائیں۔فرمانِ خداوندی: (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ)[سورہ الحجرات، آیت ۱۰] کے مطابق عملی زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں حاصل کریں۔

آگے نفسِ مضمون میں عہدِ نبوت ﷺ میں حدیث لکھے جانے کے دلائل ودیگر کتب حدیث وکتب فقہ کی تدوین وولادتِ ائمہ ودورِ خلفائے راشدین سنہ واری مختصر ائمہ کی زندگی اور ان کے اقوال کی تفصیلات درج ہیں۔ ہماری ذمہ داری حق بات کو پیش کرنا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق وہدایت دے۔آمین

محمد اسماعیل زرتار گر (رحمۃ اللہ علیہ)

داعی الی اللہ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد ﷺ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔(وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ)[سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷] ترجمہ: ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْراً وَّ نَذِيْراً) [سورہ سبا، آیت ۲۸] ترجمہ: ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور دھمکا دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ تم اپنی زبانِ مبارک سے سب لوگوں کو مخاطب کر کے اعلان کرو کہ (يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً)[سورۃ اعراف، آیت ۱۵۸] ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو داعی الی اللہ بناتے ہوئے فرمایا: (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَّ مُبَشِّراً وَّ نَذِيْراً ○ وَّ دَاعِياً اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجاً مُّنِيْراً ○)[سورۃ احزاب، آیت ۴۵-۴۶] ترجمہ: اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے داعی الی اللہ ہیں اور روشن چراغ ہیں۔

اس اعلان کے بعد اسلام میں داخل ہونے کے لئے انسان کو کلمہ شہادت (توحید و رسالت) کا اقرار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کلمہ شہادت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اس کلمہ کا زبان سے اقرار کرنے والا اور دل سے یقین رکھنے والا مسلمان کہلاتا ہے اس کے ساتھ ہی اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرنے والا ایماندار کہلاتا ہے۔ تو گویا عمل سے کلمۂ

شہادت کی تصدیق ہوتی ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث پر عمل کرنا مسلمان کی نشانی ہے۔

قرآن و حدیث کی تعریف

قرآن: کتابِ الٰہی کو کہتے ہیں جو لوحِ محفوظ سے بحکمِ الٰہی فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی سے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال کے عرصہ میں اتارا گیا۔

حدیث: حدیث کے لغوی معنیٰ ''بات'' کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں قرآن کو حدیث فرمایا ہے۔

(اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ)[سورۃ زمر، آیت ۲۳] ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ (فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ)[سورۃ جاثیہ، آیت ۶] ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟ اس آیت کریمہ میں قرآن کی آیات کو حدیث کہا گیا ہے۔ (فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ) [سورۃ اعراف، آیت ۱۸۵] ترجمہ: پھر اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟

تشریح: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے آجانے کے بعد بھی یہ راہ راست پر نہ آئے تو اب کس بات کو مانیں گے؟

اس آیت کریمہ میں خدا کی کتاب قرآن کو حدیث کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی بات کو اپنے کلام پاک قرآن میں حدیث فرمایا: (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثاً)[سورۃ تحریم، آیت ۳] ترجمہ: جب نبی ﷺ نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی۔

بموجب فرمانِ الٰہی قرآن کا حدیث ہونا اور نبی محترم محمد ﷺ کی بات کا بھی

حدیث ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اصطلاحِ اسلام میں نبی محترم حضرت محمد ﷺ کی بات یعنی قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

قول: اس کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا۔

فعل: اس کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے عمل کیا۔

تقریر: اس کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ کی موجودگی میں عمل ہوا اور آپ نے سکوت اختیار کیا۔ لہٰذا قرآن وحدیث اسلام کی بنیاد ہے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن پاک کرتا ہے۔

پہلی صدی

دورِ نبوت: حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا عہدِ مبارک مکہ معظمہ میں تیرہ (۱۳) سال گزرا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے بہ حکم الٰہی مدینہ منورہ پہونچے۔ اس وقت سے سنہ ہجری کی ابتداء ہوئی ہے۔ مدینہ منورہ میں نبوت کا عہدِ مبارک دس سال رہا۔ اس طرح جملہ ۲۳ سال دورِ نبوت کے گزرے۔ اس عرصے میں شمع اسلام کا نور سارے عالم میں پھیلا، لاکھوں کی تعداد میں مشرکینِ عرب وعجم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ سب کے سب مسلمان وحیِ الٰہی (قرآن) وفرمانِ رسول حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دور تقریباً تیس سال گزرا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دورِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم:

(مشکوۃ جلد ۴، ص ۵۹)

۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت سنہ ۱۱ھ تا سنہ ۱۳ھ
(۲ر سال، ۳ر ماہ، ۹ر دن)

۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت سنہ ۱۳ھ تا سنہ ۲۳ھ
(۱۰ر سال ۵ر ماہ، ۴ر دن)

۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت سنہ ۲۳ھ تا سنہ ۳۵ھ
(۱۲ر سال)

۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت سنہ ۳۵ھ تا سنہ ۴۰ھ
(۴ر سال ۹ر ماہ)

جملہ دورِ خلافت: ۲۹ر سال، ۵ر ماہ، ۱۳ر دن

اس دور کے تمام مسلمان صرف وحی الٰہی (قرآن) اور سنت رسول (حدیث) پر عمل کرتے تھے۔

دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: سنہ ۴۰ھ تا سنہ ۱۰۰ھ تقریباً ساٹھ سال۔ اس پہلی صدی کے آخری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱) مدینہ منورہ کے صحابہ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ باختلافِ روایت سنہ ۸۸ھ یا سنہ ۹۱ھ، ۹۶ر سال یا ۱۰۰ر سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲) بصرہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے باختلافِ روایت سنہ ۹۰ھ یا سنہ ۹۳ھ زیادہ سے زیادہ ۱۰۳ر سال کی عمر میں وفات پائی۔

۳) مکہ معظمہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سب سے آخری صحابی تھے جنہوں نے ۱۰۰ھ یا باختلافِ روایت ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس طرح پہلی صدی کے ختم کے ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور ختم ہوا۔ پہلی صدی کے یہ تمام مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے۔ اسلامی تعلیم کا ماخذ یہی تھا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔

عہدِ نبوت میں تدوینِ حدیث کے دلائل

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے مبارک زمانہ میں قرآن مجید کی طرح حدیثیں بھی لکھی جاتی تھیں۔ اس کا بڑا اہتمام وانتظام تھا۔

۱) "قَيِّدُوْا الْعِلْمَ"۔ علم اور حدیث کو لکھ کر مقید کرلیا کرو۔ (حاکم بیان العلم، جلد ۱، ص ۷۳)

۲) "اُكْتُبُوْا وَلَا حَرَجَ"۔ حدیثوں کو لکھو، کوئی حرج نہیں۔ (مجمع الزوائد ص ۶۰)

۳) "اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ" ابوشاہ کو میری حدیث وخطبہ لکھ کردے دو (بخاری ومسلم)

۴) "اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِكَ وَاَوْمَا بِيَدِهٖ"۔ (اے ابورافع رضی اللہ عنہ) اپنے دائیں ہاتھ سے میری حدیث لکھ لیا کرو۔ (ترمذی ص ۳۸۲)

۵) "وَاكْتُبُوْا اِلَيَّ مَنْ يَّلْفِظُ بِالْاِسْلَامِ"۔ کلمہ گو مسلمانوں کا نام لکھ کر مجھے دے دو۔ (بخاری جلد ۱، ص ۴۳۰)

۶) مدینہ کے یہودیوں کو صحیفۂ امن لکھوا کر دیا تھا۔ محمد ﷺ نے اپنے اور یہود اور دیگر مسلمانوں کے لئے امن نامہ لکھوا دیا۔ (سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص ۲۵)

۷) حدیبیہ میں صلح نامہ لکھوایا گیا۔ (بخاری جلد ۱، ص ۳۷۲)

۸) آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ لکھوا کر دیا جس میں مدینہ

کا حرم ہونا، مسائلِ جراحات، اونٹوں کی عمریں، زمینوں کے احکام، ذبح لغیر اللہ کی حرمت، زمین کی چوری پر لعنت، والدین کو برا کہنے پر لعنت، بدعتی کو پناہ دینے پر لعنت وغیرہ کے مسائل تھے۔

۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید لکھا ہے اور اس صحیفہ یعنی حدیث کے اس رسالہ کو۔ (بخاری)

۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقہ لکھوائی، پھر آپ کا انتقال ہوگیا۔ یہ کتاب حاکموں کے پاس روانہ نہ کی جاسکی کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کیا۔ یہ کتاب حضرت عمرؓ کے خاندان میں محفوظ رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھنے کے لئے دی جسے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے یاد کرلیا۔ اس کی نقل خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے کرائی۔ (ابوداؤد بیہقی، مستدرک حاکم، جلد ۱، ص ۲۹۲)

۱۱) حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری عہد میں حدیث کی ایک ضخیم کتاب جس میں تلاوتِ قرآن مجید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، طلاق، عتاق، قصاص، دیت اور دیگر فرائض وسنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل تحریر کروا کے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ صحابی کی معرفت یمن والوں کے پاس بھجوائی تھی۔ (دار قطنی، دارمی، بیہقی، مسند احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، موطا امام مالک، سنن نسائی)

جامعیتِ مسائل کے لحاظ سے اس کتاب کو حدیث کی پہلی کتاب کہنا چاہئے۔ جسے حضرت محمد ﷺ نے خود ہی لکھوائی ہے۔ اس طرح سردارانِ عرب وشاہانِ عجم کو دعوتِ اسلام کی تحریریں بھی بھیجی تھیں۔

۱۲) ہرقل بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نامہ مبارک منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی کو ۶ ھ میں دے کر بصری کے حاکم کے پاس بھیجا تھا اس نے وہ ہرقل کے پاس بھجوایا۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۴)

۱۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوگیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں تھے انہیں بڑا رنج و افسوس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تعزیت نامہ تحریر کروا کر روانہ فرمایا۔ (مستدرک حاکم، جلد ۳، ص ۲۷۳، تاریخ خطیب جلد ۳، ص ۸۹)

۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مجھ سے زیادہ احادیثِ رسول ﷺ کو روایت کرنے والا کوئی نہیں ہے، مگر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ وہ حدیثوں کو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا صرف زبانی یاد کرلیا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۵۳۷۴ حدیثوں کے حافظ تھے۔

۱۵) حضرت بشیر بن نہیک تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیثیں سنتا تھا تو لکھ لیا کرتا تھا۔ پھر جب میں نے ان سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کتاب لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور پڑھ کر سنایا پھر ان سے دریافت کیا کہ یہ سب وہی حدیثیں ہیں جو میں نے آپ سے سنی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ (سنن دارمی)

۱۶) رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں احکام ضروریہ جیسے جزیرۂ عرب سے مشرکین و یہود کا اخراج، وفود کی خاطر داری، تجہیز جیش حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، قبرِ نبوی ﷺ کو سجدہ گاہ نہ بنانے اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ امور تحریر کرانے کے لئے قلم دوات اور کاغذ طلب فرمایا: قَالَ: ''اِيْتُوْنِيْ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَاباً''

(بخاری جلد ۱، ص ۴۴۹، مسلم جلد ۲، ص ۴۲)

بہرحال اس قسم کے نبوی نوشتے بہت ہیں۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے مختصراً پیش کیا گیا ہے جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ اپنی زندگی ہی میں اپنی حدیثوں کو خاص اہتمام سے موقع بہ موقع لکھوایا کرتے تھے۔ چنانچہ متعدد اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم نے ان احادیث کو جمع و محفوظ کیا۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

۱۷) صحیفہ صادقہ کے نام سے مشہور ہے جسے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا۔ اس میں ہزار سے کچھ کم حدیثیں ہیں۔ جو مسند امام احمد میں موجود ہیں۔

۱۸) ایک صحیفہ صحیحہ کے نام سے مشہور ہے جسے ہمام بن مُنبّہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے تیار کیا ہے۔ اس کی احادیث بھی مسند امام احمد میں موجود ہیں۔ اور امام بخاری و مسلم نے بھی اپنی کتابوں میں شامل کی ہیں۔ اس مجموعہ کا قلمی نسخہ اب تک دمشق و برلن کی لائبریریوں میں محفوظ ہے۔

۱۹) ایک صحیفہ مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تمام مرویات موجود ہیں اور اس کا قلمی نسخہ جرمنی کی لائبریری میں موجود ہے۔

۲۰) ایک صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔

۲۱) حجۃ الوداع کے خطبہ کو خود رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔

۲۲) صحیفۂ جابر بن عبداللہؓ کے نام سے مشہور ہے جسے ان کے دو شاگرد حضرت وہب بن منبہ اور حضرت سلیمان بن قیس الیشکری نے تیار کیا تھا۔

۲۳) ایک صحیفہ صحیفۂ عائشہ رضی اللہ عنہا جسے حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا۔

۲۴) صحیفہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سلسلہ میں سعید بن

ہلال روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنا صحیفہ ہمیں دکھلایا اور کہا کہ یہ احادیث میں نے رسول ﷺ سے سنیں اور لکھ لیں۔ پھر میں نے رسول ﷺ کو دکھائیں اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق بھی فرمادی۔

دوسری و تیسری صدی

ولادت ائمہ اربعہ:

نام	سنہ ولادت	سنہ وفات	عمر	ساکن	تصنیف
۱- حضرت امام ابوحنیفہ	سنہ ۸۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ	۷۰ سال	کوفہ	......
۲- حضرت امام مالک	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۱۷۹ھ	۸۶ سال	مدینہ	موطا
۳- حضرت امام شافعی	سنہ ۱۵۰ھ	سنہ ۲۰۴ھ	۵۴ سال	مصر	مسند شافعی
۴- حضرت امام احمد بن حنبل	سنہ ۱۶۴ھ	سنہ ۲۴۱ھ	۷۷ سال	دمشق	مسند احمد

دوسری صدی ہجری سے ائمہ اربعہ کا دور شروع ہوا۔ ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ سے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آئے دن مسائل کی مراجعت کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فقدان ہوا۔ یہاں سے ملتِ اسلامیہ کی آزمائش کا دور شروع ہوا۔ اب یہی حضرات ائمہ اربعہ اپنے اپنے علاقوں میں عوام الناس کے لئے مرجع رشد و ہدایت بنے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے پاس کوئی مسئلہ آتا تو قرآن و حدیث پیش کرتے یا اپنی رائے و قیاس سے کام لیتے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ اعلان کرتے کہ ''اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ'' کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ (عقد الجید)

۱- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں زندگی گزاری جہاں کا سیاسی شیرازہ منتشر تھا۔ وہ مقتلِ حسین رضی اللہ عنہ رہا، اہلِ تشیع کا مرکز تھا، وہاں امام موصوف کو

بہت کم احادیث حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے زیادہ تر مسائل وہ رائے و قیاس سے حل کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دیتے کہ ''اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ عَلٰی قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' یعنی نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مقابل میری بات رد کردو۔

۲- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہر مدینہ منورہ میں زندگی گزار کر حتی المقدور محمد ﷺ کی احادیث کو جمع کیا اور اپنی کتاب کا نام مؤطا امام مالک رکھا جس کی وجہ سے مسائل میں ان کی رائے بہت کم ملتی ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا دور بصرہ میں اور دوسرا دور مصر میں گزرا۔ حتی المقدور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث کو اپنی کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام مسند شافعی رکھا۔

۴- حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی احادیث جمع کرنے میں مشغول رہے۔ احادیثِ نبوی ﷺ کا بہت سا حصہ ان کے ہاتھ آیا۔ اپنی کتاب کا نام مسند احمد رکھا۔ امام موصوف کے سارے مسائل رائے و قیاس سے بے نیاز ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ دور ائمہ اربعہ بھی تقویٰ کے لحاظ سے قرآن و حدیث کی مراجعت کا تھا۔ اگر کسی امام کی جانب سے کوئی رائے قائم ہوتی تو وہ عارضی رہتی۔ حدیثِ رسول ﷺ کے ملتے ہی برخواست ہوجاتی۔

☆☆☆

اقوالِ ائمہ اربعہ

اللہ رحمتیں نازل کرے تمام اماموں پر کہ جنہوں نے کتنی حق باتیں کہیں۔

۱- حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ا- ''حَرَامٌ علیٰ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِکَلَامِیْ'' (میزان للشعرانی، عقدالجید، ص ۷۰) ترجمہ: میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے جب تک میری بات کی دلیل معلوم نہ ہو۔

ب- ''اِذَا قُلْتُ قَوْلاً وَّ کِتَابُ اللّٰہِ یُخَالِفُہٗ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ قَوْلُ الصَّحَابِیْ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِقَوْلِ الصَّحَابِیْ'' (عقد الجید، ص ۵۳) ترجمہ: جب میرا قول قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔ پھر پوچھا جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے فرمان کے خلاف ہو تو؟ کہا تب بھی چھوڑ دو۔

ج- ''اِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامَنَا یُخَالِفُ ظَاهِرَ الکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ فَاعْمَلُوْا بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِنَا الْحَائِطَ'' (میزان شعرانی، عقدالجید، ص ۵۳)
ترجمہ: جب دیکھو کہ ہمارے قول قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو قرآن وحدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو۔

د- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں: ''اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ'' (عقد الجید) صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

ہ- ''مَا جَآءَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّأْسِ وَالْعَیْنِ''

(ظفر الامانی) ترجمہ: جو حدیث سے ثابت ہو وہ سر آنکھوں پر ہے۔

و- ''وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ: ''لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَلَا غَیْرَہٗ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ کَذَا فِی الْمِیْزَانِ'' (تحفۃ الاضیاء فی بیان الابرار) ترجمہ: میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ اور احکامِ دین وہاں سے لینا جہاں سے انہوں نے لئے ہیں۔ یعنی قرآن وحدیث سے۔

ان اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ و مذہب قرآن وحدیث ہے۔ جو مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت ہو وہ قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ ہی بغیر دلیل کے میری باتوں کو ماننا، صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنا۔ امام موصوف نے کتنی حق بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین

۲- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ا- ''مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ مَاخُوْذٌ مِّنْ کَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' (عقدالجید ص ۷۰)
ترجمہ: دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کی بعض باتیں درست اور بعض غلط نہ ہوں پھر اس کی درست باتیں لے لی جاتی ہیں اور غلط رد کر دی جاتی ہیں سوائے حضرت محمد ﷺ کے کہ تمام باتیں صحیح و درست اور مان ہی لینے کے لائق ہیں۔ ایک بات بھی ساری زندگی کی چھوڑنے کے قابل نہیں۔

ب- ''اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیُٔ وَاُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَایِٔیْ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ وَکُلُّ مَا لَمْ یُوَافِقْ فَاتْرُکُوْہُ'' (حقیقۃ الفقہ بحوالہ جلب المنفعت) ترجمہ: میں صرف ایک انسان ہوں، کبھی میری بات درست ہوتی ہے

اور کبھی غلط، توتم میری اس بات کو جوقرآن وحدیث کے مطابق ہو، لے لیا کرو اور اس بات کو جو اس کے خلاف ہو چھوڑ دیا کرو یعنی میری جامد تقلید مت کرو۔

ج- ''فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ فَکُلَّمَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ وَکُلَّمَا یُخَالِفُ فَاتْرُکُوْہُ'' ترجمہ: پس تم میری رائے پر بغور نظر کرو۔ اور اگر وہ قرآن وسنت کے موافق ہو تو قبول کرو اور جب خلاف دیکھو تو ترک کر دو۔

۳- حضرت امام شافعی نے فرمایا:

۱- قَالَ الشَّافِعِیُّ: ''اِذَا قُلْتُ قَوْلاً وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِلَافَ قَوْلِیْ فَمَا یَصِحُّ مِنْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ اَوْلٰی فَلَا تُقَلِّدُوْنِیْ'' (عقد الجید، ص ۵۴) ترجمہ: جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے قول کے خلاف کہا ہو تو جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہی اولیٰ ہے۔ پس میری تقلید مت کرو۔

ب- اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ: ''اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ وَاِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامِیْ بِخِلَافِ الْحَدِیْثِ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیَ الْحَائِطَ'' (عقد الجید ص ۰۷) ترجمہ: جب صحیح حدیث مل جائے تو (جانو کہ) میرا مذہب وہی ہے اور جب میرے کلام کو حدیث کے مخالف دیکھو تو (خبردار) حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر دے مارو۔

ج- فَقُلْ صَحَّ عَنِ الشَّافِعِیِّ اَنَّہٗ نَہٰی عَنْ تَقْلِیْدِہٖ وَتَقْلِیْدِ غَیْرِہٖ (عقد الجید) ترجمہ: حضرت امام شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔

۴- حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

۱- ''وَلَا تُقَلِّدُنِیْ وَلَا تُقَلِّدُ مَالِکًا وَّلَا الشَّافِعِیَّ وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا الثَّوْرِیَّ وَخُذُوا الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ'' (عقد الجید،

ص ۰۷) ترجمہ: ہرگز نہ میری تقلید کرنا اور نہ امام مالک کی اور نہ امام شافعی کی اور نہ امام اوزاعی کی اور نہ امام ثوری کی۔ جہاں سے یہ تمام امام دین کے احکام ومسائل لیتے تھے تم بھی وہیں (قرآن وحدیث) سے ہی لینا۔

ب- وَکَانَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ یَقُوْلُ: ''لَیْسَ لِاَحَدٍ مَعَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کَلَامٌ'' (عقد الجید) ترجمہ: کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے۔

ان چاروں محترم اماموں کے اقوال سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے آنحضرت محمد ﷺ کی حدیث کے مطابق ''ما انا علیہ واصحابی'' کا راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ سب کے سب قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے۔ یہی ان کا مذہب تھا۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی تقلید سے منع کیا اور کسی نے بھی علیٰحدہ مذہب اپنے نام سے منسوب کر کے مرتب نہیں کیا۔ حضور محمد ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر اہلِ زمانہ میرے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں۔ اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا۔ (بخاری)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ فتح الباری پارہ ۱۴، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں: تبع تابعین دوسو بیس (۲۲۰) برس تک زندہ رہے۔ ان کے زمانے میں بھی کسی خاص شخص کی تقلید وخاص شخص کا مذہب کسی کا نہ تھا۔ محترم ائمہ کے شاگردوں نے بعض مسائل میں اختلاف کیا ہے، اس لئے کہ وہ مقلد نہ تھے۔ علامہ سند بن عتان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ کے زمانے میں کسی خاص شخص کے نام کا مذہب نہ تھا۔ جس کی تقلید کی جاتی ہو۔ بہرحال قرونِ ثلاثہ میں تقلید کا وجود نہ تھا۔

☆☆☆

کتب احادیث کی مزید تفصیل

	نام محدث	سنہ ولادت	سنہ وفات	عمر	ساکن	کتب حدیث
۱-	حضرت ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن فضل	۱۸۰ھ	۲۵۰ھ	۷۵ سال	سمرقند	دارمی
۲-	حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۵ھ	۶۲ سال	بخارا	بخاری شریف
۳-	حضرت ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۰۲ھ	۲۷۵ھ	۷۳ سال	بصرہ	ابوداؤد
۴-	حضرت ابوالحسن مسلم بن حجاج	۲۰۴ھ	۲۶۱ھ	۵۷ سال	نیشاپور (خراسان)	مسلم
۵-	حضرت ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن ثورہ الترمذی	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ	۷۰ سال	ترمذ	ترمذی
۶-	حضرت ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ	۶۴ سال	عراق (قزوین)	ابن ماجہ
۷-	حضرت ابوعبدالرحمن بن احمد بن شعیب	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ	۸۸ سال	خراسان	نسائی
۸-	حضرت ابوحسن بن علی بن عمر	۳۰۵ھ	۳۸۵ھ	۸۰ سال	بغداد	دار قطنی
۹-	حضرت ابوبکر احمد بن حسین	۳۸۴ھ	۴۵۸ھ	۷۴ سال	بیہقی (نیشاپور)	بیہقی
۱۰-	حضرت شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب	۴۳۵ھ	۵۱۶ھ	۸۱ سال	مرو (تبریز)	مشکوٰۃ

مشہور کتب احادیث درج کی گئیں۔ان کے علاوہ کئی کتب احادیث لکھی گئی ہیں۔

اقوال شیخ عبدالقادر جیلانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۷۰ھ اور وفات ۵۶۱ھ عمر ۹۱ سال ساکن بغداد، تصنیف کتب غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، فتح ربانی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں کتنی زبردست نصیحت وہدایت فرمائی ہے، ملاحظہ ہو۔

"قرآن وحدیث کو اپنا امام بنالو اور غوروفکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کرلیا کرو۔ ادھر اُدھر کی بحث وتکرار اور حرص وہوس کی باتوں میں نہ پھنس جاؤ۔ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرو۔ اور یہ حقیقت سمجھ لو کہ قرآن کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے قابل کوئی کتاب نہیں اور آنحضرت محمد ﷺ کے سوا ہمارا کوئی رہبر نہیں جس کی ہم تابعداری کریں۔ کبھی قرآن وحدیث کے دائرے سے باہر نہ ہو جانا ورنہ خواہش نفسانی اور اغوائے شیطانی تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ یاد رکھو انسان اولیاء اللہ اور ابدال کے درجہ پر بھی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل کرنے سے ہی پہنچ سکتا ہے۔"
(فتوح الغیب)

تقلیدِ شخصی کی تعریف

۱- مقلد کی دلیل اس کے مجتہد (امام) کا قول ہے۔ نہ وہ خود تحقیق کرسکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر غور کرسکتا ہے۔ (مسلم الثبوت مجتبائی)

۲- تقلید کہتے ہیں غیر نبی (امام ومجتہد) کے قول کو بغیر اس کی دلیل جانے مان لینا۔ (جمع الجوامع)

۳- حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ غیر نبی (امام) کے قول کو بغیر

دلیل ماننا تقلید ہے۔ (شرح قصیدہ امالی)

۴- مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہی ہے۔ مقلد صرف یہی کہے کہ مسئلہ کا حکم یہی ہے کیونکہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور جو رائے میرے امام کی ہو میرے نزدیک صحیح ہے۔ (توضیح تلویح)

۵- امام کا قول مقلد کی دلیل ہے۔ (توضیح)

۶- نہ کوئی فتویٰ دیا جائے اور نہ ہی عمل کیا جائے مگر فقط امام کے قول پر۔ (درمختار جلد اول)

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ مقلد جس امام کی تقلید کر رہا ہے وہ صرف اس امام کے قول پر ہی چلے۔ تحقیق کرنا یا دلیل چاہنا تقلید کو توڑ دینا ہے۔ بہ الفاظ دیگر تقلید عبارت ہوئی، غیر نبی کی باتوں کو بغیر دلیل شرعی (قرآن وحدیث) شرعی حیثیت سے مان لینا اور عمل کرنا۔

چوتھی صدی

تقلید شخصی کی ابتداء چوتھی صدی میں ہوئی۔ (اعلام الموقعین جلد ۱، ص ۲۲۲)

تذکرۃ الحفاظ ص ۲۰۲ میں ہے کہ رسول کریم ﷺ سے لے کر تینوں زمانوں خیر القرون تک تقلید کا وجود ہی نہ تھا۔ خیر القرون کے بعد تقلید کا وجود پایا جاتا ہے۔ چوتھی صدی تا چھٹی صدی تک اسی طرح تقلید کا سلسلہ رہا۔

سنہ واری کا لحاظ کرتے ہوئے کتب فقہ کی ابتداء کو پیش کیا جا رہا ہے۔

پانچویں صدی

کتب فقہ

نام کتاب	سنہ تصنیف	نام کتاب	سنہ تصنیف
۱- قدوری (فقہ کی پہلی کتاب)	سنہ ۴۲۸ھ	۱۵- خلاصہ کیدانی	نویں صدی
۲- ہدایہ (فقہ کی معتبر کتاب)	سنہ ۵۹۳ھ	۱۶- حلیہ	نویں صدی
۳- فتاویٰ قاضی خاں	چھٹی صدی	۱۷- بحر الرائق	دسویں صدی
۴- فتاویٰ الواجیہ	چھٹی صدی	۱۸- غنیہ	دسویں صدی
۵- منیۃ المصلی	ساتویں صدی	۱۹- تنویر الابصار	دسویں صدی
۶- قنیہ	ساتویں صدی	۲۰- ذخیرۃ العقبیٰ	دسویں صدی
۷- کنز الدقائق	سنہ ۷۱۰ھ	۲۱- دُرمختار	سنہ ۱۰۱۱ھ
۸- شرح وقایہ	سنہ ۷۴۵ھ	۲۲- فتاویٰ خیریہ	گیارہویں صدی
۹- نہایہ	آٹھویں صدی	۲۳- فتاویٰ عالمگیر	سنہ ۱۱۱۸ھ
۱۰- عنایہ	آٹھویں صدی	۲۴- مالابدمنہ	سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۱- طحاوی	آٹھویں صدی	۲۵- بہشتی زیور	سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۲- جامع الرموز	آٹھویں صدی	۲۶- مراقی الفلاح	تیرہویں صدی
۱۳- فتح القدیر	نویں صدی	۲۷- عمدۃ الرعایۃ	تیرہویں صدی
۱۴- بزازیہ	نویں صدی		

مذکورہ مشہور کتب فقہ کے علاوہ فقہ کی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جنہیں بخوف طوالت درج نہیں کیا گیا۔

ساتویں صدی

ساتویں صدی ہجری میں پہلی مرتبہ چار قاضی (نسبت ائمہ) مقرر کئے گئے اور رفتہ رفتہ مقلدین کی تعداد بڑھتی گئی اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی کی طرف ہو گیا۔ ہر ایک بادشاہ اپنے ہم خیال کو قاضی مقرر کرتا گیا اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مذہب کو فروغ دیتا گیا۔ نیز ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ بالآخر شاہ بیبرس نے ٦٦٥ھ مصر و قاہرہ میں چار مذاہب کے چار قاضی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مقرر کئے۔ یہی طریق جاری ہو گیا۔ اور سرکاری طور پر چاروں مذاہب کو برحق تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح بزور سلاطین یہ نو ایجاد چار مذاہب اسلام میں داخل کئے گئے ؎

دینِ حق را چار مذاہب ساختند
رخنہ در دینِ نبی انداختند

ایک دینِ اسلام کے چار ٹکڑے کر دیئے گئے۔ یہ نسبتِ ائمہ و نسبتِ مذہب ساتویں صدی سے شروع ہوئی۔ آٹھویں صدی بھی اسی حال میں گزری۔

نویں صدی

چار مصلے بیت اللہ شریف میں (نسبتِ ائمہ) قائم کئے گئے۔ چنانچہ اوائل نویں صدی میں چراکیہ کا سلطان فرخ بن برقوق نے بیت اللہ شریف کے احاطے میں مصلیٰ ابراہیمی کے علاوہ یہ نو ایجاد چار مصلّے موسومہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی قائم کر دیئے۔ اس کے بعد یہ چاروں مصلّوں کا معاملہ داخلِ دین سمجھا جانے لگا (علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے اہل علم نے اس کی شدید مخالفت کی۔ (الارشاد ص ۵۸)

یہ نو ایجاد چاروں مصلیّ نویں صدی سے تیرہویں صدی تک برابر قائم رہے۔

چودھویں صدی

چاروں مصلّے (نسبتِ ائمہ) برخواست کئے گئے۔ بیت اللہ شریف میں ائمہ اربعہ کے موسومہ نو ایجاد مصلوں کو بانی سعودی حکومت شاہ عبدالعزیز نے ۱۳۴۳ھ میں برخواست کر کے صرف ایک مصلیٰ ابراہیمی قدیم کو جو ابتداء اسلام سے تھا حسبِ سابق برقرار رکھا جو اب تک موجود ہے۔ اسی مصلے سے ہی تمام نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

ہم نے بنیادی طور پر سنہ واری تفصیل کے ساتھ ہر نوعیت سے عوام الناس کو آگاہ کیا ہے۔ اس حق گوئی سے واقف ہونے کے بعد انصاف کی بات تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کو لازم پکڑیں۔ کیونکہ آخرت کی نجات کا دارومدار اسی پر موقوف ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں اللہ کا حکم کیا ہے؟ اور ہمارے نبی محمد ﷺ کا حکم کیا ہے اور عمل کیا ہے؟ اس کو ملحوظ رکھ کر عمل کریں اس طرح کا عمل جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ آخرکار ایک دن جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ان شاء اللہ

لائحہ عمل

احکاماتِ ربانی (قرآن)

۱- (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) [سورہ احزاب، آیت ۲۱]
ترجمہ: رسول محمد ﷺ کی زندگی تمہارے لئے ایک عمدہ اور مکمل نمونہ ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔

اتباعِ رسول ﷺ کی قرآن کریم میں بار بار تاکید آئی ہے۔

۲- (مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ) [سورۃ النساء آیت ۸۰] یعنی جس نے

رسول ﷺ کی اطاعت کی در حقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس فرمانِ عالیشان سے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری فرما کر ہماری زندگی کی رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے۔ اس احسان کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

۳- (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً) [سورۃ النساء آیت ۶۵] ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ تجھے آپس کے جھگڑے میں حکم نہ بنائیں اور پھر جو حکم تم لگا دو اس سے آزردہ نہ ہوں۔ بلکہ پورے طور پر اسے مان لیں۔

۴- (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ) [سورہ بقرہ، آیت ۲۰۸] ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

۵- (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) [سورہ آل عمران، آیت ۳۱] ترجمہ: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۶- (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) [سورۃ النساء آیت ۵۹] ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول اور اپنے میں سے فرمانبرداروں کی تابعداری کیا کرو۔ پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارے

درمیان جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو۔

۷- (وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ) [سورۃ الانفال، آیت ۴۶] ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور فرمانبرداری کرو اس کے رسول ﷺ کی۔ مت جھگڑو آپس میں، پس سست ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی ہوا تمہاری۔

۸- (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ) [سورہ محمد آیت ۳۳] ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

حدیث

۱- ''لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ'' ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری جلد ۱، کتاب الایمان ص ۷)

۲- ''مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ'' (ترمذی، مشکوۃ ص ۵۶) ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

۳- ''فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ'' (بخاری و مسلم و مشکوۃ، ص ۴۸) ترجمہ: جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ یعنی میری امت میں اس کا شمار نہ ہوگا۔

۴-'' لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ اَوْ كَفَرْتُمْ '' (مشکوٰۃ) ترجمہ: اگر تم میری سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔

۵-'' تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَ سُنَّةَ رَسُوْلِهٖ '' (مشکوٰۃ) ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہیں۔

۶- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ''مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ'' (بیہقی، مشکوٰۃ) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص میری امت کے فساد کے زمانے میں میری سنت پر مضبوطی سے عمل کرے گا اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

[کاش مؤلف رحمه الله نے اس حدیث کو ذکر نه کیا هوتا کیونکه یه حدیث ضعیف هے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سلسلة الاحادیث الضعیفة للالبانی (۳۲۷) البته اس باب میں دوسری حدیثیں هیں جو فتنه و فساد کے وقت سنت کو خوب مضبوطی سے پکڑنے کی دعوت دیتی هیں مثلاً "تمهارے بعد ایسے صبر کے ایام آئیں گے که ان ایام میں سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے کو تم میں کے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔" ملاحظه هو سلسلة الاحادیث الصحیحة ۴۹۴، ع۔م۔م۔]

لہٰذا قرآن و حدیث پر عمل کے سوا دوسرا کوئی راستہ ہی نہیں۔

ان براہین سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کی ابتداء اور انتہاء یہی قرآن و حدیث ہے۔

ہمارا وطن جنت ہے

ہمارا وطن جنت ہے جو ہمیشگی والا رحمت کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بنا کر ان کا مقام رہائش جنت قرار دیا۔ اور آدم کی پیٹھ سے ان کی اولاد نکالی۔ (یعنی قیامت تک پیدا ہونے والی روحیں) خود ان ہی کو ان کا گواہ بنا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پرورش کرنے والا نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب دیا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔

اور تمام ملائکہ وغیرہ کو حکم خداوندی ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ اس حکم کی فرمانبرداری تمام ملائکہ نے کی۔ صرف شیطان نے نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے وہ لعنتی یعنی راندۂ درگاہ الٰہی ہوا اور جنت سے نکالا گیا۔ شیطان ازل سے ہی انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اسی شیطان نے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی پر بھڑکایا اور ان سے اللہ کے حکم کی نافرمانی ہوئی۔ اس بناء پر آدم کو ان کے پیدائشی وطن جنت سے زمین پر اتارا گیا۔ کچھ مدت کے بعد وہ توبہ و استغفار کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گزار کر اس دنیائے فانی سے اپنے وطن رخصت ہوئے۔ اس لحاظ سے ہمارا اصلی وطن جنت ہے۔

میرے عزیز بھائیو! ہم آخری نبی محترم محمد ﷺ کے امتی ہیں اور خیر امت کے لقب والے ہیں۔ اور ہمارا وطن جنت ہے تو کیا یہ تمنا نہیں ہے کہ ہم اپنے وطن جنت کو واپس جائیں؟ جواب سب کا ایک ہی ہوگا، یہ کہ بے شک ہم اپنے وطن جنت میں جانے کے آرزومند ہیں۔ تو میرے بھائیو! میں یہ عرض کروں گا کہ بموجب فرمانِ الٰہی: (اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ) [سورہ اعراف آیت ۲] ترجمہ: اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے۔

اس کے سوا اور رفیقوں کی تابعداری میں نہ لگ جانا۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن وحدیث پر عمل کر کے سیدھا راستہ طے کرتے ہوئے اس دارِ فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کو واپس ہو جائیں۔ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی امتی کی پیروی کرے۔ اگر کوئی ایسی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنے اصلی وطن جنت کے راستہ سے بھٹک کر دوزخ کی طرف چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں ومشرکوں کا ٹھکانا دوزخ ہے جو دائمی عذاب کا مقام ہے۔

برادرانِ ملت! سنجیدگی سے غور کرو کہ مقامِ پیدائش، عارضی وفانی دنیا کے وطن سے انسان کو کس قدر محبت ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جبکہ انسان اپنے وطن سے دور دوسرے مقام پر کئی سال زندگی گزارنے کے بعد وہ اپنے وطن واپس آتا ہے تو اس کو کتنی خوشی ہوتی ہے، حالانکہ یہ خوشی عارضی فانی دنیا کے وطن کی ہے۔

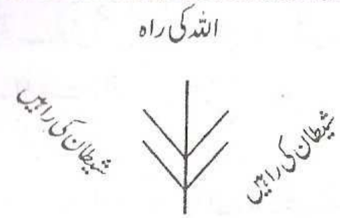
اے اللہ کے بندو! دائمی خوشی کا مقام جنت ہے۔ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کی طرف رخصت ہو جاؤ۔

راہِ جنت

۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک (سیدھا) خط کھینچا۔ پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے۔ پھر آپ نے (سیدھے) خط کے دائیں بائیں چند (ترچھے) خط کھینچے اور فرمایا یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو پکارتا ہے اس راہ کی طرف۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی (وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ) [سورہ الانعام آیت ۱۵۳]

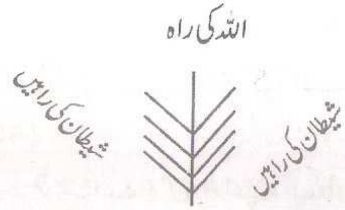
ترجمہ: اور تحقیق یہ ہے راہ میری سیدھی پس پیروی کرو اس کی۔

وہ نقشہ اس طرح ہے۔



(احمد، نسائی، دارمی)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر دو لکیریں (ترچھی) اس کے داہنے اور دو لکیریں (ترچھی) اس کے بائیں کھینچیں۔ پھر درمیانی (سیدھی) لکیر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ (باقی راہیں اللہ کی نہیں) وہ نقشہ اس طرح ہے۔ (ابن ماجہ)



ان دونوں حدیثوں وشکلوں کا مطلب ایک ہی ہے رسول اللہ ﷺ نے درمیانی سیدھی لکیر کو اللہ کی راہ کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم الشان میں فرماتا ہے۔

(مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ) [سورہ نساء، آیت ۸۰]

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

اس آیت کریمہ سے اللہ کی راہ کا انکشاف ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا گویا اللہ کی راہ پر چلنا ہے۔ اس طرح سے اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی راہ تا قیامت راہِ عمل ہے جو ہر نمونہ زندگی قرآن وحدیث کا مظہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث راہ جنت ہے ان ہی پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں۔

برادرانِ ملت! قرآن وحدیث مقصدِ زندگی ہونا چاہئے۔ چونکہ یہ دنیا مہلت کا مقام ہے۔ اس کو ایک روز چھوڑنا ہے۔ اس لئے زندگی کے تمام منازل کتاب وسنت کے مطابق طے کرتے ہوئے آخری سانس چھوڑنا ہی کامیابی کی منزل ہے۔ وہ آخری منزل جنت ہے۔ بقول شاعر کہ ؂

مسلکِ سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کی سیدھی گئی ہے یہ سڑک

پیغامِ الٰہی

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا) [سورہ تحریم آیت ۶]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

تشریح: روز قیامت اس کی باز پرس ہوگی۔ اس سے نجات کے لئے اسلامی تعلیم و تربیت سے اپنے اہل وعیال کو واقف کرا کے باعمل بنانے کی کوشش کریں۔ یہ صدر خاندان کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

پیغامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: ''مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ

مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ'' (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے، اس میں سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم وتربیت ہے۔

تشریح: والدین کا بہترین عطیہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت ہے۔ اسلام نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں بہت ہی تاکیدی حکم دیا ہے۔ اس حدیث کے معنی یہ نہیں کہ کوئی عطیہ ہی نہ دیا جائے یا جائیداد ورثے میں نہ چھوڑی جائے بلکہ اوّلیت اور سب سے زیادہ اہمیت تعلیم وتربیت کو دی جائے۔

اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو

کافر ومسلمان کے عمل میں تقابل کے سلسلے میں ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ آخرت کا انکار کرنے والا کافر کتنا بھی نیک کام کرے اس کو اُخروی ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ دنیا ہی میں کچھ نصیب ہو جاتا ہے برخلاف اس کے آخرت کا اقرار کرنے والا مسلمان اگر قرآن وحدیث کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کا کوئی نیک کام خواہ کتنا ہی بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس قابلِ قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کو جنت نصیب ہوتی ہے۔

میرے معزز بھائیو! اب بھی وقت ہے۔ زندگی کو غنیمت جانیں اور اپنی بے راہ روی کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائیں۔ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ لہٰذا توبہ واستغفار کرنے میں جلدی کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے۔ جب ایسا ہو گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ وہ دن قیامت کا ہو گا جو اچانک واقع ہو گا۔ اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔

آج یہاں جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ اس کے مطابق جزا وسزا ہوگی۔

یہ دنیا دار العمل ہے۔ اس لئے خیر امت کا فریضہ ہے کہ وہ اسلامِ خالص، پیغام الٰہی و پیغامِ رسول ﷺ کو، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعے لوگوں تک تا قیامت پہنچاتی رہے۔

میری ذمہ داری حق بات کو پیش کرنا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اب بارگاہِ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ

اے دلوں کے پھیرنے والے تمام مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اپنے خالص دین اسلام پر عمل کرنے کی طرف مائل کردے۔ اور ہدایت نصیب فرما۔ آمین ثم آمین

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين والحمد لله

رب العالمين برحمتك يا ارحم الراحمين